اسوۂ حسنہ

(جناب شمیم صاحب گیاوی۔ متعلم رحمانیہ دہلی)

ارشاد باری تعالیٰ ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۱ه (پ ۲۱ س احزاب ع۳) ترجمہ بیشک رسولؐ کی ذات گرامی ان کے لئے بہترین نمونہ ہے جو اللہ عزوجل کے دیدار کے خواہشمند اور اخروی نعمتوں کے متمنی ہیں اور جو اللہ کے ذکر سے اپنے قلوب کی آبپاشی کرتے رہتے ہیں۔

یہ امر قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں "فی رسول اللہ" (رسول اللہ میں) یعنی ظرف کا لفظ کیوں استعمال کیا اس میں کیا نکتہ ہے۔ میرے خیال میں اس کے استعمال کرنے میں یہ باریکی ہے کہ جیسے ظرف اپنے مظروف کے تمام اجزا پر حاوی ہوتا ہے اور مظروف کا کوئی جز ظرف سے خارج نہیں ہوتا مثلاً جو پانی گھڑے کے اندر ہوتا ہے اس کا کوئی قطرہ گھڑے سے باہر نظر نہیں آتا بعینہ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک تمام اخلاق حمیدہ پر حاوی ہے۔ خواہ وہ اخلاق من قبیل عبادات ہوں یا من قبیل معاملات خواہ از قسم نظریات ہوں یا از قسم عملیات الغرض ان کا تعلق جس قبیل سے بھی ہو آپ میں بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔ اور یہ امتیاز خاص آپ ہی کی ذاتِ مبارک کو حاصل ہے دوسرے انبیائے کرام کو نہیں ممکن ہے کوئی صاحب یہ سوال کریں کہ یہ صفت آپ ہی کی ذات کے ساتھ کیوں خاص کی گئی جواب میں میرا اتنا ہی کہدینا کافی ہوگا کہ دین و دنیا کی تمام نعمتیں اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں وہ جسکو چاہے دے اس میں کسی کو چون وچرا کرنے کی گنجایش نہیں ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء

لیکن چونکہ اس وحدہ لاشریک کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا لہذا ہمیں یہ حق ضرور حاصل ہے کہ ہم سمجھیں اور غور کریں کہ اس خصوصیت کی کیا وجہ ہے۔ اور اس میں کیا راز مضمر ہے۔ میرے خیال میں چونکہ آپ کو خاتم النبین بنا کر مبعوث کیا تھا اسلئے ضرورت اس بات کی تھی کہ آپ کو جمیع کمالات کا جامع بنائے اور آپ کی ذات ستودہ صفات تمام اخلاق حمیدہ پر حاوی ہو اور آپ اپنی امت کیلئے زندگی کے ہر شعبہ کا عملی نمونہ پیش کریں تاکہ قیامت تک آپ کی آنیوالی امت عملی میدان میں دشواریوں سے دوچار نہ ہو آیئے میں آپ کو دکھاؤں کہ زندگی کے ہر شعبے کا عملی نمونہ آپ ہی کی ذات مبارک میں پایا جاسکتا ہے۔ دوسرے کسی نبی یا پیشوا میں نہیں پایا جاسکتا جب میں دیگر انبیائے کرام و پیشوایان مذہب کے حالات زندگی کا مطالعہ کرتا ہوں

تو یہ بات روشن ہوجاتی ہے کہ کوئی شخص ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کے علاوہ کسی نبی یا کسی پیشوا کے اعمال زندگی کو اپنا لائحہ عمل بنا کر دین و دنیا میں کامیابی حاصل نہیں کرسکتا یہ کیوں؟

اسلئے کہ بہت سی چیزیں جو مقتضیات فطرت سے ہیں ان میں نہیں پائی جاتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات کسی یہودی کے لئے فن تجارت کا اسوہ پیش کرکے ترقی کی راہ نہیں بتا سکتی اسی طرح کوئی عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے زن و شوہر کے تعلقات ان کے باہمی حقوق یا اہل و عیال کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے طریقے سیکھنا چاہے تو سیکھ نہیں سکتا اور نہ کوئی عملی نمونہ اسے مل سکتا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اس فطری ضرورت سے بالکل خالی ہے۔ اسی طرح ان کی زندگی کسی عیسائی کو اصول جنگ یا اصول مدافعت کی تعلیم نہیں دے سکتی علیٰ ہذالقیاس راجہ رامچندر جی کی زندگی بھی کسی ہندو کے لئے تعدد ازدواج کا نمونہ پیش نہیں کرسکتی اور نہ اسے فطرت کے بہت سے عطیوں سے ہم کنار کرسکتی ہے۔ اسی طرح مہاتما گوتم بدھ کی حیات ان کے کسی متاہل پیروکار کیلئے اسوہ نہیں بن سکتی جو اپنی چہیتی بیوی اور معصوم شیرخوار بچے پر آخری نگاہ ڈالکر جنگل کو سدھارے۔

لہذا معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی یہودی کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی عیسائی کے لئے راجہ رامچندر جی کسی ہندو کیلئے مہاتما گوتم بدھ اپنے کسی پیروکار کے لئے تمام عملیات و نظریات میں شمع ہدایت نہیں بن سکتے بخلاف اس کے ہر مسلمان خواہ وہ کسی طبقے کا ہو اپنے ہادی برحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو اپنے لئے شمع ہدایت بنا سکتا ہے یعنی ایک مسلم تاجر آپ کی اس دور حیات کو کہ جس میں آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مال سے کمال دیانتداری کے ساتھ تجارت کی اور اسکو فروغ دیا اپنا لائحہ عمل بنا کر ترقی کی اعلیٰ منزل پر فائز ہوسکتا ہے اسی طرح اگر متاہل اہل و عیال کے حقوق اور ان کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے طریقے سیکھنا چاہے تو آپ اسے بتا دیں گے کہ جیسے آپؐ نے حضرت خدیجہؓ حفصہؓ ام حبیبہؓ زینبؓ اور عائشہؓ وغیرہن کے ساتھ زندگی بسر کی ہے ویسے ہی تم بھی اپنی بیویوں کے ساتھ زندگی بسر کرو اسی طرح ایک بادشاہ کے لئے بھی آپ کی زندگی میں ہزاروں طریق عمل ملیں گے لہذا جب آپ پیغمبر آخرالزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی کی ذات ستودہ صفات پر غور کرینگے تو آپ پر یہ بات روشن ہوجائیگی اور آپ کو یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ واقعی دنیا کے ہر طبقہ کے لئے آپ کی ذات اسوۂ حسنہ ہوسکتی ہے اور آپ ہی تمام دنیا کے انسانوں کیلئے شمع ہدایت ہوسکتے ہیں۔ اب میں آپ کو ایسی چیزوں کی طرف متوجہ کرونگا جس کی مثال غالباً آپ کہیں نہیں پا سکتے۔ غور کیجئے کہ دنیا کے بعض طبقے کے لوگ ایسے بھی ہیں جنسے آپ بزعم خود بہت کچھ اپنے کو افضل سمجھتے ہیں مثلاً مزدور اور چرواہے وغیرہ۔

لیکن رسولِ عربی فداہ ابی وامی مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت مزدوروں کے ساتھ پتھر اٹھا اٹھا کر، غزوۂ خندق کے موقعہ پر پھاوڑے سے مٹی کاٹ کاٹ کر غریب مزدوروں کیلئے اسوہ بنے ۔ اور بکریوں کی گلہ بانی کر کے چرواہوں کیلئے عملی نمونہ چھوڑ گئے حتیٰ کہ غیر مسلم مہمان کی غلاظت صاف کر کے حقیر بھنگیوں کیلئے بھی ایک بے نظیر مثال قائم کر گئے ظاہر ہے کہ یہ سب کام آپ نے اسی لئے کیا کہ معمولی سے معمولی انسان بھی آپ کی حیات طیبہ میں اپنا نمونہ پاسکے اور دنیا پر واضح ہوجائے کہ مذہب اسلام کسی خاص طبقہ کے لئے مخصوص نہیں بلکہ عام ہے اور ہر طبقہ کے لوگ اس سے مشرف ہوسکتے ہیں۔ جو عزت اور مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک شہنشاہ اپنے سریر سلطنت پر بیٹھکر حاصل کرسکتا ہے وہی عزت و مرتبہ ایک بھنگی اپنے پیشے میں رہ کر حاصل کرسکتا ہے ۔ بشرطیکہ اللہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لائے ہوئے قانون کی ایمان کے ساتھ پابندی کرے۔

غور کیجئے اور سوچئے کہ کیا آپ کو کسی دوسرے پیشوا کی ذات میں اعلیٰ طبقہ سے لیکر ادنیٰ طبقہ کے انسان کیلئے عملی نمونہ مل سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں ۔ یہ صفت اگر کسی ذات میں پائی جاتی ہے تو وہ ہمارے پیغمبر احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کی ذات مبارک ہے چنانچہ اسی جامعیت کی طرف باری تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے ۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ؕ

اخلاقیات (بقیہ صفحہ ۲۳)

مہذب سوسائٹی میں ڈکار لینا، کھکھانا، زبان نکالنا، ناک میں انگلی ڈالنا، انگڑائی لینا، پاؤں پھیلا کر بیٹھنا یا ہلاتے رہنا، انگلی بجانا، دانت سے ناخن کاٹنا، کپڑا چبانا، کانا پھوسی کرنا، کان میں انگلی یا قلم ڈالنا وغیرہ برا سمجھا جاتا ہے۔

• اگر محفل میں جمائی، کھانسی یا چھینک آئے تو منہ پر ہاتھ یا رومال رکھ لینا چاہیئے، ناک بہتی ہو تو رومال سے صاف کرلینا چاہیئے۔ ہچکی آئے تو مجلس سے اٹھ جانا چاہیئے اور پانی پی کر یا کسی اور طریقہ سے اس کو روکنا چاہیئے۔

سڑک پر کسی کے گلے میں بازو ڈال کر چلنا اچھا نہیں ہے۔

دوسرے کی چیز کہیں پہنچانی ہو تو جس حالت میں ملے اسی حالت میں پہنچا دو۔

گاڑیبان اور دوکاندار سے لین دین کے لئے نوک جھونک مت کرو۔

اگر لین دین میں غریب کے پاس ایک پیسہ زیادہ چلا جائے تو جانے دو

جب تک ضرورت نہ ہو یا بہت گہری جان پہچان نہ ہو، بغیر پوچھے کسی کے معاملہ میں اپنی رائے مت دو۔ نیز جہاں بہت سے لوگ بیٹھے ہوں وہاں اپنا رونا مت روؤ۔ اور اپنے ہی روزگار کا چرچا مت کرو۔

فقط